چون نیست بدل حب خدا ای زاهد بگزار همه مکر و ریا ای زاهد	باقی	این صوم و صلات است چرا ای زاهد والله بالله تا کجا ای زاهد
ای ملا گر تراست علم منقول گر معرفت خدا نداری والله	〃	اوقات مکن صرف به بحث معقول این علم و فضیلت تو است و فضول
شد خلق جهان تمام ماشاء الله تقدیر مشیتش چنان کامل بود	〃	هم پیدا صبح و شام ماشاء الله گردیده ظهور عام ماشاء الله
ای غافل و بی خبر ز یاد خدا امروز چه تحصیل نمودی اینجا	〃	هیچ است همه جهان و هم مافیها داری بدل امید مراد فردا
جان رفته و خاک خسته این تن گردید جز حسن عمل نرفته همراه کسی	〃	یا نی خرابیم دل من گردید بیگانه یگانه دوست دشمن گردید
این خلعت اکرم نقد کرمنا از خلعت خانه خدا گشته عطا	〃	وین زیور بیش قیمت علمنا حیف است نگوییم اگر سلمنا
هر شخص از آن سوی رسیدست اینجا شد حسن عمل کشاد باب جنت	〃	اعمال بد و نیک گزیدست اینجا قفل ست آنجا اگر کلیدست اینجا

تاچند غریق جهل مانیم افسوس صرف و نحو و بیان و معقول همه	باقی	افتاده به ورطه گمانیم افسوس دانیم مگر هیچ ندانیم افسوس
چون طائر آشیان فرامشته جهاز هر سو که کنم نگاه بحر است محیط	″	جا یافته ام نموده ام گر پرواز نادم به همان مقام میگردم باز
ای یار خدا تو امن و ملجای هر سو شده بحر ماسوای تو محیط	″	دورم منگن ز خود به بی پروای چون مرغ جهازم که نیابم جای
گر می پرسی که چون نمردی بی من جانم پنهان شدست زیر قدمت	″	من چون میرم که هست مشکل مردن موت آمد و برگشت که خالی است بدن
هندو داند که باز آییم به جهان هر کس که شد از جهان نیامد خبرش	″	مسلم گوید دگر نیاید انسان اینست یقین و آن همانست گمان
زین دار به برونت مبارک باشد جانان را یافتم ز فیضت آمرگ	″	این مژده میمنت مبارک باشد این جان بخشی منت مبارک باشد
او هست وجود هستی ما بالله در خلق منزهست اینجا نه قیام	″	جز درگه او کجا بود جا بالله لاحول و لا قوت الا بالله

درو بهر امیر محتشم گو باشم یا مسلم پاک یا که هندو باشم	باقی	یا آنکه چو درویش و گدا گو باشم لعنت بر من اگر بغیر او باشم
ما سویش می دویم انشاء الله ما صورت موجیم ز دریا بکنار	″	در راهش می رویم انشاء الله واصل هم می شویم انشاء الله
از جائے که آمدیم اینجا اے یار زین راز خود آگهی چه پرسی از ما	″	لابد که همان جا برویم آخر کار تحصیل حاصل است این استفسار
غفارا بخشش ترا امیدانم پشت چه کرام کاتبین برخوانند	″	بے باک ز روز حشر زان می مانم یکسر سیه هست نامه عصیانم
هر چند بسے گناه گارم یارب تو ارحم الراحمین عالم هستی	″	از کرده خویش شرمسارم یارب از رحمت تو امیدوارم یارب
کارم نبود چون و چرا یا الله مشغول به ذکرم و ز دل میگویم	″	در یاد تو ام صبح و مسا یا الله الله الله بار ها یا الله
اے فیض تو کرده نام ما را نامی باقی را کن عطا جلال و اکرام	″	زیباست تو لیست فیض عامی عفا که تو ذوالجلال والاکرامی

اسم باقی بیاب در ہر اشیار بده ده ضرب و قسمتش ساز بہ ست	باقی	شستش چند عدد وشی کن و افزا یک را باقی بر یازده زن و سه بفزا
باقی اسمیست چون ز اسمای خدا ز آب کوثر بشو زبان را تو نخست	"	اے مدعی از حفظ کنی ہست روا آنگاه بگیر نام این باقی را
باقی که بناز شیوهٔ عجز آئین است از چشم کشش مبین خلاف آئین	"	در خلق خدا عاجز و بس مسکین است بنگر بہ حساب جای باقی پائین است
جانان کہ زدل گزشت در دل باقی است رویش ہمہ جا او رفت و بوصل رفتگان شد مسرور تا صبح نشور	"	در سینه دلم بشکل بسمل باقی است سرگرم فنا آن کس با ونگشته وصل باقی است صد وا ویلا
۱۱۳ این یکصد و سیزده رباعی بنگر کام تو ہمہ بر آید اندر عالم	"	از باقی ہم عدد بدان و بشمر اے باقی فانی تو کنی ورد اگر

تمت بالخیر

فہرست کتب

مصنفہ و مؤلفہ راجہ گردہاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی

نمبر	نام کتاب	قیمت
	تصانیف فارسی نظم	
۱	پیرایہ عروض	۶/
۲	یادگار باقی	
۳	قصائد باقی	
۴	بہار عام	
۵	پرنس نامہ	
۶	مثنوی صنائع بدائع	
۷	تہنیات باقی	
۸	بہاگوت شریف	
۹	رامائن مسیحا	
۱۰	رباعیات بابرکات عرف نودونہ نام	۴/ع
۱۱	رباعیات مناجات	۲/
۱۲	باقی نامہ	
۱۳	باغ رزاق	عہ/
۱۴	مثنوی شمع منور	۴/
	تصانیف فارسی نثر	
۱۵	نشات باقی	
۱۶	انشاء رائے چمنلال	
۱۷	کنوز التواریخ	
۱۸	کلام متفرقات	
۱۹	افضل التصحیح	
	اردو	
۲۰	دیوان اردو بقائے باقی	۸/
۲۱	بہاگوت سار	۴/
۲۲	سیاق باقی	
۲۳	یتی چرتر سوانحری سری بہاسکرانند سرسوتی	۴/
	ہندی	
۲۴	شنبھو پران	
۲۵	کیشو پران	۸/

جن کتب کی قیمت درج ہے وہ مہتمم کتب خانہ راجہ نرسنگ راج بہادر محلہ حسینی علم حیدرآباد دکن سے مل سکتی ہیں

رسالہ

اصلاح

مع

ایضاح شرح اصلاح و ازاحۃ الاغلاط

مؤلفہ محقق کامل الفن جناب مولانا ابو الخیر محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی عظیم آبادی

جس میں

غلط الفاظ کی تحقیق کے علاوہ

ناسخ و آتش کے زمانے سے لیکر آج تک جتنے الفاظ فصحا نے ترک کیے ہیں

اور عوام ان سے واقف نہیں ان سب کا بیان ہے اسکے علاوہ عمدہ عمدہ فوائد

لکھے گئے ہیں جیسے تعقید شتر گربہ وصل کا چھپانا الفاظ کی تانیث و تذکیر حشو مقدرات

وغیرہا

سید فضل الحسن حسرت موہانی بی اے ایڈیٹر رسالہ اردوئے معلی علی گڑھ

نے اپنے

اردو پریس علی گڑھ میں چھاپا

اور شائع کیا

قیمت مجلد ۸ بے مجلد ۶

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

اما بعد ارباب فن کا خادم **شوق** نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھہرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضائع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ کہہ سنا کر دل کا غبار نکالا کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ کے بیان میں ایک فارسی رسالہ ازاحۃ الاغلاط نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھ کر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بے مثال قدردان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب **کلب علیخان بہادر والی رامپور** دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار میں طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز تھا اور نہ شاعری کا دعویٰ ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم اما بعد خادم ارباب سخن ابو الخیر محمد ظہیر احسن **شوق** نیموی عرض کرتا ہے کہ کئی سال ہوئے کہ ایک مفید رسالہ جسکا نام **اصلاح** ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین با تمکین کیا۔ ملک نے نہایت قدردانی کی۔ اخباروں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا خصوصاً جناب [illegible] لکھنوی نے اپنے رسالہ افادات میں [illegible] تحریر فرمائی [illegible] رسالہ میں [illegible] اور لوگوں [illegible] مختصر [illegible] نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا [illegible] اجازت [illegible] کی نوبت [illegible] [illegible]

اصلاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً و مصلیاً

امابعد ارباب فن کا خادم شوق نیموی عظیم آبادی عرض کرتا ہے کہ جب سے میں نے ہوش سنبھالا اپنی عمر کا ایک بڑا حصہ علوم و فنون کی تحصیل میں صرف کیا۔ طبیعت میں کچھ ایسی آزادی آگئی ہے کہ کئی سال سے اس دلکش شہر لکھنؤ میں رہنے کا اتفاق ہوتا ہے اگر غور کیا جائے تو شاعری ہم لوگوں کے لیے باعث فخر نہ ٹھیرے گی مگر ارمان بھرے دل اور فطرتی ذوق سے مجبور ہو کر اس فن کی تحصیل میں مجھے اپنا ایک عزیز وقت ضایع کرنا پڑا۔ برسوں یہی رہا کہ کبھی کچھ لکھ سنکر میں دل کا غبار نکالا کیا اور کبھی نامی شعرا کی خدمت میں حاضر ہو کر اس فن کے نکتے حاصل کرتا رہا۔ کئی مہینے ہوئے غلط الفاظ کے بیان میں ایک مختصر سی رسالہ ازاحۃ الاغلاط نام چھپوا کر شائع کیا جسکو اہل انصاف نے دیکھکر دل و جان سے پسند کیا خصوصاً جوہر شناس بیمثال قدردان ارباب کمال عالیجناب معلی القاب نواب کلب علیخان بہادر والی رامپور دام اقبالہ نے ملاحظہ فرما کے نہایت عزت سے مجھے اپنے دربار میں طلب فرما کر خلعت قدردانی سے سرفراز کیا اور میرے حوصلہ سے زیادہ اسکے صلے میں انعام عطا کیا جس سے دامن آرزو گوہر مقصود سے مالامال ہو گیا۔ پھر بھی مجھے نہ اپنی تحقیقات پر ناز ہے اور نہ شاعری کا دعوی ہے

ایضاح

بسم اللہ الرحمن الرحیم نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم امابعد خادم ارباب سخن ابوالخیر محمد ظہیر احسن شوق نیموی عرض کرتا ہے کہ کئی سال ہوئے کہ ایک مفید رسالہ جسکا نام اصلاح ہے تالیف کر کے میں نے ہدیۂ ناظرین باتمکین کیا ملک نے نہایت قدردانی کی۔ اخبار والوں نے بہت کچھ تعریف لکھی حضرات دہلی و لکھنؤ نے بھی نہایت پسند کیا جناب خورشید لکھنوی نے اپنے رسالہ افادات میں بہت کچھ مدح تحریر فرمائی بلکہ بعض جگہ اپنے رسالہ میں اسکا حوالہ بھی دیا ہے اسیطرح اور لوگوں نے بھی اسکے حوالے دیے الحاصل اس رسالے نے بہت کچھ حسن قبول پیدا کیا اور ہاتھوں ہاتھ نکل گیا جناب [illegible] دوبارہ چھپوانے کیلئے مجھ سے اجازت طلب کی [illegible] کا اتفاق ہوا مگر [illegible] کی نوبت آئی ہے [illegible] ایضاح نام [illegible] المعین

استادی حضرت تسلیم ایسے کہنہ مشق کا قول ہے ؎ ابھی سے کیا کریں دعوی شاعری تسلیم یہ کام
وہ ہے کہ جو عمر بھر نہیں آتا۔ مگر چونکہ اکثر نوآموزوں کو اُردو شاعری کے لق و دق وادی میں سرگرداں
پایا اور جابجا ٹھوکریں کھاتے دیکھا نہ دست ساتھ کوئی رفیق شفیق ہے کہ اس ہرزہ خیالی سے باز رکھے اور نہ
کوئی خضر رہنما ہے کہ سیدھی راہ بتائے جس طرف جی میں آیا چل نکلے اور جدھر طبیعت چاہی قدم بڑھا دئے۔
نہ بلندی کے چڑھاؤ کا لحاظ ہے اور نہ پستی کے اتار کا خیال زمانے نے کتنے پلٹے کھائے مگر اونکی پرانی چال نہ
بدلی اسکا کچھ خیال ہی نہیں کہ عالم میں کبھی کیا ہوا تھا اور اب کیا ہوتا ہے میرے جوش ہمت نے غایت
ہمدردی سے اس امر کو قبول نہ کیا اور مجھے ایک چھوٹے سے مفید رسالے کی تالیف پر آمادہ کیا اب
میں اپنے مختلف معلومات کو قلم بند کر کے اصلاح نام رکھتا ہوں اور نہایت خوشی سے شائقین کی خدمت
میں پیش کرتا ہوں اور امید رکھتا ہوں کہ انصاف پسند حضرات جب اسکو ملاحظہ فرمائیں گے مولف
کو کلمۂ خیر سے یاد فرمائیں گے وما توفیقی الا باللہ۔

تعقید لفظی

اگر لفظ اپنی اصلی جگہ پر نہو تو اسکو تعقید[۱] لفظی کہتے ہیں اردو میں فاعل کو فعل و مفعول سے پہلے اور فعل
کو سب سے آخر لانا چاہیے جیسے تم نظر اوٹھاؤ۔ اگر اسکو یوں کہیں کہ تم اوٹھاؤ نظر یا اوٹھاؤ نظر تم تو
تعقید ہو جائیگی۔ اور نون نافیہ فعل سے پہلے ہونا چاہئے جیسے تم نجاؤ۔ اگر یوں کہیں کہ تم جاؤ نہ تعقید
ہو جائیگی اور مضاف الیہ کو مضاف سے مقدم و متصل ہونا چاہیے جیسے میر کا دیوان۔ اگر یوں کہیں دیوان میر
کا تعقید ہو جائیگی۔ البتہ بعض مضاف ایسے ہوتے ہیں کہ ہمیشہ تقدیم ہی چاہتے ہیں جیسے بے تمہارے
اور جب موصوف یا صفت ہندی لفظ ہو تو صفت مقدم لانا چاہیے جیسے اچھے قلم خوشنما توچین۔ لیکن
نظم میں اگر پورے پورے طور پر اسکا برتاؤ کیا جاتا تو شعر کہنا دشوار ہو جاتا اس سبب سے اکثر جگہ لفظی تعقید
معیوب نہیں ٹھرائی گئی البتہ جبکہ لفظوں کی اولٹ پھیر سے ترکیب درست ہو جائے اور نظم میں کچھ خلل نہو تو بیشک

---

[۱] تعقید میں دو قسم کی ہوتی ہیں ایک تعقید معنوی جو المعنی فی بطن الشاعر کا مصداق ہوا کرتی ہے دوسری تعقید لفظی
جسکی تعریف متن میں مذکور ہے ۱۲ ایضاح [۲] تم فاعل اور نظر مفعول اور اوٹھاؤ فعل ہے ۱۲ ایضاح [۳] ناسخ مرحوم
نے ایک غزل لکھی ہے جسکا مطلع یہ ہے ؎ دا وہیں کیا ہی ترسے ابر خمدار سیاہ کیا ایسی برگزیدہ ولایت کی ہے تلوار سیاہ کا
ظاہر ہے کہ ردیف یعنی قافیہ کا آخر حرف موقوف ہے حسن مطلع یہ ہے ؎ زلف جاناں کے برابر ہی ہے تار سیاہ کہ مرا شیشۂ نظارہ ہے
ہوا تار سیاہ۔ بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ اسمیں عیب غلو ہے اس شعر کے قافیے مکسور الآخر ہیں مگر حقیقت میں اونکا خیال غلط ہے
یہاں ترکیب فارسی نہیں بلکہ ہندی ترکیب ہے یعنی سیاہ مار اور سیاہ تار کے عوض مار سیاہ اور تار سیاہ وقف کے ساتھ استعمال کیا
الغرض اس غزل میں عیب غلو نہیں ہاں تعقید لفظی ہے کہ صفت کو موخر کر دیا ہے ۱۲ ایضاح

معیوب ہے جیسے ع جب نکلتے ہیں سینے سے نالے ع جوانی سی کی لڑکپن کیسکا ع ہمارا دل ہی وارفتہ محبت میں حسینوں کی ع بندے اچھے اچھے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ان سب مصرعوں کو اسطرح نظم کرنا چاہیے ع نالے سینے سے جب نکلتے ہیں ع کسی کی جوانی کسی کا لڑکپن ع ہمارا دل ہی وارفتہ حسینوں کی محبت میں ع اچھے اچھے بندے اب اوس شوخ پر مرنے لگے۔ ہاں اگر انقلاب سے کوئی دوسری خرابی پیدا ہو جیسے ع کون آتا ہے بوسیر گلشن کو۔ اگر یوں کہیں ع سیر گلشن کو کون آتا ہے بو تو کون کے اجتماع سے مصرع میں ثقل آجائیگا۔ یا جیسے دامن کسی مدفن کسی کا ہیں ع جوانی کسی کی لڑکپن کسی کا۔ ایسی صورتوں میں یہ تعقید معیوب نہ ٹھہرے گی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ جب فعل یا مفعول کی تخصیص وغیرہ مراد ہوتی ہے تو اوس وقت اسکو فاعل پر مقدم کر لیتے ہیں جیسے یہ کہتا ہے کون کہ تم نے خطا کی۔ اسیطرح جب مضاف الیہ کی تخصیص وغیرہ کیجاتی ہے تو اوس وقت مضاف الیہ و مضاف میں اتصال باقی نہیں رہتا۔ جیسے ناسخ کا دیوان ہے آتش کی بھی غزل ہے اور یہ بھی سمجھ رکھو کہ فعل کے علامات جو استمرار وغیرہ پر دلالت کرتے ہیں اگر اپنے محل پر نہوں تو بہت بڑی تعقید۔ جیسے سنا تھا کی جگہ تھا سنا چلے گئے تھے کی جگہ گئے تھے چلے۔

حشو

حشو اوس زاید لفظ کو کہتے ہیں جس کے حذف کرنے سے کلام میں حسن پیدا ہو جائے حتی الامکان حشو سے احتیاط چاہیے مگر بعض جگہ شاعر اسکے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا ہے جیسے ؎ شمشیر بکف دیکھکے حیدر کے پسر کو۔ جبریل لرزتے تھے سمیٹے ہوئے پر کو۔ دوسرے مصرع میں کو حشو ہے مگر ردیف ہونے سے شاعر مجبور ہو گیا۔ المختصر جہاں اوسے تغیر و تبدل سے اوسکا نکالنا ممکن ہو وہاں اس قسم کے الفاظ معیوب سمجھے جاتے ہیں جیسے ع شب وصل میں وہ خفا ہو گیا ع کہیں اپنے دل کو لگائے ہوئے ہیں ع عرش پر سے اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں بس شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر رخ تاباں کو تیرے اسے جاناں ؛ جو بھلا حور کو چاہے وہ مسلمان نہیں۔

ع اگر چاند ہوئے مقابل کیسکا ع کسطرح سے دکھائیں داغ جگر۔ یہ سب مصرعے یوں کہنے چاہئیں ع شب وصل وہ بت خفا ہو گیا ع مقرر کہیں دل لگائے ہوئے ہیں ع عرش سے تم اوتر آئے کیونکر ع محفل دلدار میں کچھ شمع کی حاجت نہیں ؎ دیکھکر عارض پر نور ترا اے جاناں ؛ جو کرے حور کی خواہش وہ مسلمان نہیں ع جو ہو مہ تاباں مقابل کسی کا ع کسطرح ہم داغ

مقدرات

مقدر اوس لفظ کو کہتے ہیں جو مذکور نہو مگر اوسکے معنے لیے جائیں اگرچہ بعض جگہ تقدیر مزا دیجاتی ہے جیسے ؎ کبھی اوسنے امید الفت سے ہے کبھی یہ فکر ہے اگر نہوئی۔ مگر اکثر جگہ یہ تقدیر فصاحت کے خلاف ہوتی ہے جیسے ؎ رنج نارسا آہ اگر چرخ ہلایا بھی تو کیا۔ اسمیں حرف ندا مقدر ہے[1] یعنی اے نارسا آہ

شترگربہ

ایک ہی چیز کو تعظیم اور تحقیر دونوں کے ساتھ استعمال کرنا شترگربہ[2] ہے۔ اگر ایک ہی جملہ میں صراحۃً[3] ان دونوں کا اجتماع ہو تو محض نادرست ہے جیسے ہم کہتا ہوں۔ تم کہتا ہے۔ اور اگر مختلف جملوں میں ہو اور وہ جملے ایک شعر میں[4] نہوں تو درست ہے[5] ورنہ نادرست جیسے ؎ تیری باتوں کا نہ کھٹکا ہی آپ کا تھا کی ایک زمانہ ہو چکا ؎ پاس جب سے ہمارا یار نہیں ؎ دل کو اکدم مرے قرار نہیں۔ مگر تو اور تم۔ اور آپ اور تم کا اجتماع ایک شعر میں نادرست نہیں اسکی وجہ یہ ہے کہ مخاطب کی تین صورتیں ہیں ادنےٰ اوسکے لیے تو موضوع ہے اور اوسط اوسکے لیے تم موضوع ہے اور اعلےٰ اوسکے لیے آپ موضوع ہے چونکہ تم توسط کے درجے میں ہے اس سبب سے اسکو تو اور آپ دونوں کے ساتھ فی الجملہ مناسبت[6] ہے جب تو و تم اور تم و آپ دو جملوں میں واقع ہونگے تو ایک قسم کا

---

[1] حرف ندا کی تقدیر کہیں تو فصیح ہوتی ہے اور کہیں محض غیر فصیح اور کہیں فی الجملہ غیر فصیح جب انسان کو کامل مذاق پیدا ہو جاتا ہے تو ہر ایک کا موقع کما حقہ سمجھ جاتا ہے ۱۲ ایضاح

[2] اسکو شترگربہ اس لیے کہتے ہیں کہ اونٹ اور بلی میں جو مناسبت ہے وہی صیغہ جمع و مفرد اور کلمات تعظیم و تحقیر میں بھی ہے۔ صیغہ جمع و کلمہ تعظیم بمنزلہ شتر ہیں اور مفرد و کلمہ تحقیر بمنزلہ گربہ ہیں ۱۲ ایضاح

[3] اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ تم فرماتے ہو جو مستعمل بعض شعرا ہے اس میں بھی شترگربہ ایک ہی جملہ میں ہے کیونکہ تم فی الجملہ تحقیر ہے اور فرمانے میں کمال تعظیم ہے مگر صراحۃً نہیں یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے اس قسم کا جملہ استعمال کیا ہے الحاصل تم فرماتے ہو بوجہ استعمال بعض نادرست تو نہیں مگر رکاکت سے خالی نہیں خصوصاً اوس شخص کے آگے جو خوب جانتا ہے کہ فرمانا تعظیم کے مقام میں بولا جاتا ہے ۱۲ ایضاح

[4] اسکی دو صورتیں ہیں ایک تو نظم ہی نہو دوسرے نظم ہو مگر ایک ہی شعر نہو چند شعر ہوں ۱۲ ایضاح

[5] جواز کی وجہ یہ ہے کہ روزمرہ کی بول چال میں جب کوئی شخص کوئی واقعہ بیان کرنے لگتا ہے تو کبھی آپ کہکر تعبیر کرتا ہے اور کبھی تم وقس علی ہذا جب روزمرہ کی بول چال میں مختلف طور پر بولتے ہیں تو مختلف شعروں میں یا نثر کے مختلف فقروں میں بھی جائز ہوں نظم کا مقتدا میں تو متقدمین متاخرین کی مثنوی وغیرہ میں یہ اجتماع پایا جاتا ہے اسیطرح نثر میں بھی کہیں [illegible] ہم ایک [illegible] کہتا ہوں [illegible] ہیں وقس علی ہذا ۱۲ ایضاح

[6] یعنی کلام تو مختلف ہوں گو شعر ایک ہو ۱۲ ایضاح

[7] کیونکہ تم میں من وجہ تحقیر ہے اسلیے اسکو تو کے ساتھ مناسبت ہے اور چونکہ من وجہ تعظیم ہے اسکو آپ کے ساتھ مناسبت ہے بخلاف تو اور آپ کے کہ اول محض تحقیر کیلیے ہے اور ثانی محض تعظیم کیلیے غرضکہ جو رکاکت تو اور آپ کا اجتماع میں ہے وہ تم اور آپ میں ہرگز نہیں دونوں قسم میں یہ فرق ہے ۱۲ ایضاح

پہنچے نہ ... جائے گا۔ وزیر سے ؎ آنسو دامن اوٹھانے مدتیں ہوئیں تاق پر۔ ہاتھ لیجائے نہ کوئی تیرے
داماں کیطرف۔ مومن سے ؎ یہ نئے تختے نئی طرح نکالی ؎ معشوقی ہو آپ کی نرالی۔ نسیم دہلوی سے ؎
یہ شوخیاں تمہاری لکھی ہوئی ہیں دل پر ؎ آخر کبھی تو میرے قابو میں آئیگا دل؟ ذات شریف ہو
تم میں خوب جانتا ہوں ؎ طوفان اور کوئی مجھپر اوٹھائیے گا۔ وزیر سے ؎ نثار کرتے ہیں آ دیکھو جان
تمہارے پاس منگلے کو آپ کے خنجر پہ سر کو ٹھوکر پر۔ گویا سے ؎ محمد سے صفت پوچھو خدا کی۔ خدا سے
پوچھئے شان محمد۔ قلق سے ؎ کچھ علاج ایسا بتاؤ کہ یہ درد دل بھی ؎ آپ کی طرح مسیحا ہے جہاں سے دور ہے
مجھ سے شرارت آپ کی ہر حال میں ہے کوئی کیا جانے ؎ دم سختی جو پتھر ہو تو وقت نرمی آہک ہو
امیر سے ؎ مٹانے میں پایا ہے امیر آپ نے مسکن ؎ عشرت سے گذر جائے گی برسات تمہاری۔ تسلیم
سے ؎ یہ غلط ہے کہ یاد کرتے تھے مجھے تم ہجر میں ؎ غیر کی الفت نہ تھا جو آپ کے ہیں دل میں تھا۔ امیر
سے ؎ خدا کی شان کہ ہم دیکھیں آپکی آنکھیں ؎ نگاہ تک نہ کرو تم ادھر اودھر دیکھو دلہ غرور حسن تمکو ہی کہاں
عشق مجکو ہے ؎ کہو تم میرے دل کی باتیں کہدوں آپ کے دل کی۔ اب یہ بھی سمجھ لینا چاہیے کہ
کہ شتر گربہ کی اس قسم سے بھی احتیاط اولےٰ ہے اپنا جہاں ہو اوسکے عوض ضمیر متکلم استعمال کرسکتے
ہوں وہاں اوسکو ضمیر واحد متکلم کے ساتھ لانا شتر گربہ ہے جیسے ع دل مرا جان مری داغ سویدا اپنا
یہاں میرا اور اپنا میں شتر گربہ ہے اپنا کی جگہ میرا کہنا چاہیے۔ اور ایسی صورت میں کہ ع اپنے دل سے
میں آپ نالاں ہوں ؎ شتر گربہ نہیں کیونکہ اپنے کی جگہ میرے نہیں کہہ سکتے۔

پہلوے ذم

ذم کی دو صورتیں ہیں ایک صورت یہ ہے کہ کلام کے الفاظ کچھ ایسے طور پر واقع ہوئے ہیں کہ دو
معنوں کا احتمال پیدا کریں اور انہیں سے ایک معنی قبیح ہوں اور دوسری صورت یہ ہے کہ پورے
الفاظ کے ملانے سے تو کلام ذوالمعنیین نہ ہے لیکن اگر اوسکا کوئی ٹکڑا علیحدہ کریں تو قبیح معنی
پیدا ہوجاویں جیسے ؎ ہوا کا گذر بھی وہاں تک نہیں ہے ؎ ہوا وہ سطح بند روزن کیدھا سے
تم نہ ٹلوا و غیرت سے مہندی ؎ خون روئیں گے ورنہ ہم غم میں سے ؎ پکڑ لینگے ہم دوڑ کر اوسکا دامن

ؔ؎ خصوصاً تو اور تم کے اجتماع سے کیونکہ کلام اساتذہ میں بہت کم مستعمل ہوا ہے ۱۲ ایضاح ؎ اولیت کے دو وجہیں
ہیں ایک تو یہ کہ تم ہی گو معنی وجہ تعظیم ہو مگر وہ تعظیم نہیں جو آپ میں ہے دوسرے یہ کہ بوجہ عدم تتبع وتدبر اکثر
حضرات کا یہ خیال ہے کہ تم اور آپ کا اجتماع عموماً ناجائز ہے اگرچہ یہ خیال اونکا محض غلط ہے مگر احتیاط اسکی
مقتضی ہے کہ ایسی چیز کیوں استعمال کیجائے جسکو لوگ ناجائز محض جانتے ہوں ۱۲ ایضاح۔

ہیں محشر میں ہم اور قاتل ہمارا ؎ یہ آئینے عبث دیوار میں لگواتے ہوا ے جان ۂ ہمارا دل ہے آئینہ اسے پیش نظر رکھو ؎ چڑھاؤ چادر گل قبر پہ آ کر ہنسو بولو ۂ تمہارے منہ سے پھول آئے غیرت گلزار جھڑتے ہیں - اچھے اچھے کہنہ مشق کبھی کبھی معانی و مضامین کی تلاش میں خیال نہیں رکھتے اور اس قسم کے مذموم شعر کہہ جاتے ہیں - معشوق کو جو رشک خور لکھا کرتے ہیں بے فائدہ الفاظ ہونے کے علاوہ اوسمیں ذم کا بھی پہلو ہے کیونکہ خور بلفظ خا ہے رشک خر ہو جائیگا - ایام یعنی حیض کثرت سے مستعمل ہے بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع یاد آتے ہیں اپنے ایام صحبت - یہ لفظ بھی بعض جگہ پہلوے ذم پیدا کر دیتا ہے جیسے ع بگڑ جاتے ہیں اکثر آپ کیوں اتنا سے صحبت میں آب اسے میں الف ثانی اکثر تقطیع سے گر کر آب ہو جاتا ہے جیسے ع بیتاب ہوں فرقت میں اب لے غیرت لیلی ۂ اسباب کا مضحکہ لکھنؤ میں مشاعرے کے دن ایک نامی شاعر کے شعر پر ہو چکا ہے آدمی کو اسکا بہت لحاظ رکھنا چاہیے کہ مضحکہ نہ ہو جائے

مبتذل مضامین

بعض حضرات کو جدت کا شوق رہتا ہے کبھی کبھی ایسے شعر کہتے ہیں کہ صحیح مذاق والوں کے ذائقہ زبان پر رکھے پھیکے کڑوے کسیلے معلوم ہوتے ہیں جیسے ؎ چڑا چلا فلک پہ بُت خانہ جنگ کا ۂ چھوٹا ہے تیل گاو پہ کتا تفنگ کا ؎ کشتہ چشم کی تربت کا جو سبزہ گر پیٹ سے بکری کے بچہ آہو پیدا ہو ؎ طفل گلزار کے عشق میں آخر ۂ جان سے اپنے ہاتھ دھو بیٹھے ؎ اوڑائے پھرتی ہے باد مخالف مجکو گردوں پر ۂ نہیں معلوم پتنگ ہوں کہ پتنگی کا پھکنا ہوں ؎ اسقدر لاغر ہوئے ہیں ہم خیال زلف میں ۂ اب سواری کو ہماری ایک جوں

لہ دیکھو حضرت جلال لکھنوی کے تیسرے دیوان کا شعر ہے ؎ اب تجھو نہیں کب پھر کے آتی ہیں نظریں ہائے کہیں دیکھو پایا ہی روزن کہیں کا حضرت خورشید لکھنوی نے رسالہ افادات میں لکھا ہے کہ ... نے ... جلسۂ مشاعرہ میں پڑھا ؎ خدا کیواسطے جلدی سے آکے اب گردن ۂ کوئی طول کی اس ہگذار پر مار - بعض لوگوں نے بے تمیزی و شوخی سے لفظ مصرع ثانی کا اعادہ کرکے جو تعریف کی تو وہ بیچارہ ایسے خفیف ہوگئے ... ملاقات کی ۱۲ ... [illegible]

[illegible]

درکار ہے۔ اور جب یہ حضرات بدرجاج ہونا چاہتے ہیں تو اس قسم کے شعر کہنے لگتے ہیں سے
پیدا ہو ... حسن ٹھنکنے لگا ناز دس بت بے پیر کا؛ دائرہ بجنے لگے حرف خط تقدیر کا۔ ماتا کیج
ہر نکلے، رنگ د بوے دیگر ست۔ اور بلند پروازی و جدت ایک عمدہ چیز ہے مگر مزے کے
ساتھ ہو غزل میں عشقیہ مضامین درد آمیز معانی پاکیزہ خیالات سلجھی ہوئی ترکیبیں نکھری
ہوئی بندشیں دلکش الفاظ چلبلے جملے مربوط مصرعے پھڑکتے ہوے شعر ہونا چاہئے جو
سابق زمانے سے اکثر دلی والوں نے بیشتر ان امور کا خیال رکھا ہے اسوجہ سے اسکو
دلی کا رنگ کہتے ہیں میر و درد کا کلیات نسیم دہلوی کا دیوان داغ کا کلام دیکھو کہ
کسقدر مقتضا طبعی اثر رکھتا ہے لکھنو کے اگلے شعرا میں سے صبا کی شیریں زبانی اور سحر کی سحر بیانی
دلی والوں سے ملتی جلتی ہوئی ہے اور اب تو اکثر لکھنو والوں نے اپنی طرز چھوڑ کر وہی رنگ اختیار کیا
ہے فی زمانہ ایسے دو چار نامی شاعر موجود ہیں جنسے لکھنو کو فخر ہے خدا اونکو سلامت
رکھے اب میں اپنی بعض غزلیں لکھتا ہوں ناظرین اونسے اس رنگ کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

غزل

نالے بیتاب ہیں سینے سے نکلنے کیلیے
اوس ستمگر سے کوئی کہدے سنبھلنے کیلیے

چشم عاشق سے ہوں آنسو کسی کا جو بن
ٹہرہ چلیں لاکھ مگر دونوں ہیں ڈھلنے کیلیے

خانۂ دل میں رہو تم جو یہاں جی گھبرائے
چلے آنا میری آنکھوں میں ٹہلنے کیلیے

شوخیاں انکی سر بزم حیا سے بولیں
تجھکو محفل سے ہوا حکم نکلنے کیلیے

ورد تعظیم کو پہلو سے نہ کیونکر اٹھے
دل میں آتا ہے کلیجا کوئی ملنے کیلیے

کبھی میرا کبھی انکا جو ہے شکوہ دلکو
ڈھونڈھتا ہے کوئی پہلو یہ مچلنے کیلیے

اے سپہر جذبۂ دل وقت مدد آپہونچا
گھر سے وہ آج نکلتے ہیں ٹہلنے کیلیے

انکی تصویر جو کھینچی تو وہ جل کر بولے
اب یہ معشوق نکالا ہے بہلنے کیلیے

لاکھ رسوا ہو مگر چاہ بری ہوتی ہے
دل کو پھر ضد ہے اوسی کوچہ میں چلنے کیلیے

محفل غیر میں کیوں شمع جلائی تمنے
کیا وہاں کوئی نہ تھا رشک سے جلنے کیلیے

نامناسب ہے یہاں غیر کا رہنا شب وصل
تم اشارہ کرو اب شرم کو ٹلنے کیلیے

مرگئے ہم تو کفن دیکھ کے بولا وہ شوخ
جان دی اس نے بنا بھیس بدلنے کیلیے

حسرتیں بھر گئیں ایسی شوق یہاں تک
آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کیلیے

غزل

ادھر رخ سے گھونگھٹ اٹھانا کسی کا
ادھر کھا کے غش تلملانا کسی کا

شب وصل وہ روٹھ جانا کسی کا
مزا دے گیا پھر منانا کسی کا

گرایا ہے دل پر قیامت کی بجلی
وہ منہ پھیر کر مسکرانا کسی کا

تکرار کا قصد گھبرا کے اے دل
کچھ اچھا نہیں دل دکھانا کسی کا

وہ بھولی سی صورت وہ لڑکپن کی باتیں
ہمیں یاد ہے وہ زمانا کسی کا

کہاں تک یہ زلف آپ سلجھائیے گا
ذرا دیکھیے پیچ کھانا کسی کا

مرے آگے کیا گل کھلائینگے غنچے
مجھے یاد ہے مسکرانا کسی کا

چمن میں جو گلچیں نے کچھ پھول توڑے
تو یاد آ گیا دل دکھانا کسی کا

سر بزم تم اور تیغ نگاہیں
ابھی کھل گیا دل چرانا کسی کا

مرے خانۂ دل میں خلوت گزیں ہے
کسی کو ملے کیا ٹھکانا کسی کا

تمہیں عشق ہے شوق سب کہتے تھے
مگر تم نے کہنا نہ مانا کسی کا

غزل

دل شوق حسینوں سے لگانا نہیں اچھا
ہو جاؤ گے بدنام یہ ہونا نہیں اچھا

ہم صاف کہے دیتے ہیں مانو کہ نہ مانو
دل عاشق بیکس کا دکھانا نہیں اچھا

بیٹھے ہو جو گلیوں میں تو اغیار کو نہ جلاؤ
ہمسایوں کے گھر آگ لگانا نہیں اچھا

منہ سے نہ کہیں آہ جو نالہ نکل جائے
جلتا ہو جو آپ اسکو جلانا نہیں اچھا

دل کوئی چرائے تو نہیں اسکی شکایت
آنکھیں مگر اے جان چرانا نہیں اچھا

کھل جائینگے راز آپ کے اس شرم و حیا سے
ہنس ہنس کے سر بزم چھپانا نہیں اچھا

دیکھو نہ کہیں ٹکی ٹکی اور بھڑک جائے
بالیں پہ مرے شمع جلانا نہیں اچھا

ہم خوب سمجھتے ہیں جہاں جاتے ہو جاؤ
ہر روز مگر روز ستانا نہیں اچھا

پڑ جاؤ گے جھگڑے میں کہے دیتے ہیں اے جان
ہر ایک کی آنکھوں میں سمانا نہیں اچھا

نازک ہیں عجب کیا کہ وہ دل تھام کے بیمار
احوال شب غم انکو سنانا نہیں اچھا

دامن کبھی جھٹکے ہیں کبھی کھینچتے ہیں وہ ہاتھ
اے شوق ابھی ہوش میں آنا نہیں اچھا

متروکات

جس طرح میر و میرزا نے ولی و حاتم کے اکثر مستعمل الفاظ ترک کر دیے تھے اوسی طرح ناسخ وغیرہ نے بھی میر و میرزا کے بہت سے الفاظ متروک کر دیے۔ جیسے اودھر باشباع واو بروزن دو بجائے ادھر مع ایسا بگانہ بحذف یا بجائے بیگانہ۔ پیاس باظہار یا بروزن دیار دھر اس۔ نین کو کے معنی میں تنک ٹک ذرا سے کے معنی میں دوانہ بجائے دیوانہ۔ سی۔ سون سے کی جگہ سجن معشوق کے معنی میں۔ کنے پاس کے معنی میں کبھو کبھی کے مقام پر کسو کسی کی جگہ ہو ہوئے کے مقام میں مکھ بمعنی رخ نت بمعنی ہمیشہ نین آنکھ کے معنی ہیں مجھ پاس، ہم پاس میرے پاس ہمارے پاس کی جگہ کرتے ہیں دیرے ہی کرتا ہے دھرتا ہے کی جگہ آئیاں جائیاں آئیں گئیں کے مقام پر انہیں سے اکثر الفاظ تو دو بار متروک کر دیے اور بعض الفاظ ایسے ہیں کہ کسی کسی نے میرا ستعمال بھی کیے ہیں، اسکے بعد اونکے تلامذہ کا دور آیا ہوا انھوں نے یہ لفظ ترک کیے جیسے بگولا کہ بعض شعرا اسکو متروک کرکے بگولا استعمال کرتے تھے۔ برق سے خاک آلودہ جو گردش کو سراپا ہوں شعلہ دود ہیں ملگ یہ سمجھے کہ بگولا اٹھا۔ سحر سے کسن یہ نیلو کی صحبت سے

۱؎ میر حسن نے یادگار وطن نام تذکرہ لکھا ہے جس میں اپنی سوانح عمری اور حضرات سخن کے حالات لکھے ہیں جا بجا ایسے نوادر عجیبہ و مباحث غریبہ لکھے گئے ہیں کہ قابل دید ہیں اسیں متروکات کی بحث بسط کے ساتھ کی تین قسم کے متروکات قائم کیے گئے ہیں۔ ایک وہ ہیں جنکو جمہور شعرا نے بھی ترک کیا ہے اور مولف بھی اونکا تارک ہے دوسرے وہ ہیں جنکو اور شعرا نے تو ترک کیا ہے مگر مولف کے استعمال میں ہیں تیسرے وہ متروک ہیں جنکو خود مولف نے ترک کیا ہے فن شاعری التحقیق طلب ہے ایسا ہوا ایضاح ۲؎ حاتم دہلوی بہت پرانے شاعر ہیں جنہوں نے سب سے زبان اردو میں پہلے پہل اصلاح دی ہے اور اپنے عہد کے بہت سے رکیک لفظ ترک کیے ہیں اپنے دیوان غزلیں انتخاب کرکے ایک دیوان ترتیب دیا جسکا نام دیوان زادہ رکھا ہے اور ایک دیباچہ لگایا ہے جسمیں پانچ متروکات کو لکھ دیا ہے حق یہ ہے کہ راستہ دکھایا ہوا اصل میں حاتم دہلوی ہی کا ہے۔ پھر زمانے نے پھول جوں پلٹا کھایا زبان بدلتی گئی تراش خراش پڑتی گئی آخر اردو کا رنگ روپ کچھ اور ہی نکل آیا ہوا ایضاح

۳؎ اس لفظ سے اس امر کا اظہار مقصود ہے کہ ناسخ کے ساتھ اور شعرا بھی زبان کی اصلاح میں شریک ہیں جب مومن و آتش وغیرہ کا کلام بہت سے گو رکیک مستعملات سے پاک ہے تو میں ان لوگوں کی مصلح زبان ہونے سے کیونکر انکار کرسکتا ہوں ہاں اوسکو مانتا ہوں کہ ناسخ مرحوم نے اسطرف زیادہ توجہ کی ہے فافہم ہوا ایضاح ۴؎ خصوصاً میر اوسط علی رشک مرحوم نے بہت سے الفاظ متروک کیے جنسے اونکا تیسرا دیوان جو آجتک چھپا نہیں پاک ہے۔ متروکات کے باب میں اکثر لوگ رشک مرحوم کو مقلد اور مسلم الثبوت مانتے ہیں اور بعض متروکات ہیں ہوا ایضاح ۵؎ کسی زمانے میں بگولا بولا دونوں فصیح سمجھے جاتے تھے مگر اب بولا مستعمل نہیں ہوا ایضاح

کہاں لایا جنوں باہر بگولا دیو ہے صحرا سے وحشت ناک کا۔ پھر زمانے نے پلٹا کھایا کہ بہار وقت کے شعرا کا ڈنکا بجا۔ ان لوگوں نے اپنے پیشتر کے کلام میں وہی پرانے الفاظ استعمال کیے ہیں مگر فی زمانہ بہت سے الفاظ جنکو الوسع استعمال نہیں کرتے اور بہت سے الفاظ جو با ترک کر دیے آپہی پیشتر آپ ہی کی ہے گویا کہ آپہی بجائے مخلوط التلفظ استعمال کرتے تھے۔ اب احتیاط رکھتے ہیں آخر سخن بجائے آخر ذوق سے آخرش دیکھا تو عالم حجاب الا کبر عاقبت پایا تو اہل بلا کو اہل جنت۔ فصحائے حال احتیاط رکھتے ہیں آنکے آگے کی جگہ۔ مومن ع قتل کیا آنکے اچھا کیا بحر ع قبر پر آب کیا کرینگے آنکر اکثر فصحا سے حال استعمال نہیں کرتے آنکے جیسے ایک دفعہ ایک برس۔ عوام بیائے معروف بھی بولتے ہیں مگر صحیح بیائے مجہول ہے تسلیم سے کوچے میں ترے ضعف کا یہ زور ہے ایک بیس جاتے ہیں ہم سایہ دیوار سے دبکے آزجہار اسکے مدخول جلے کے بعد اسکا ترجمہ سے لاسکتے ہوں اکثر خواص احتیاط رکھتے ہیں جیسے ع روزن چشم کم از روزن دیوار نہیں اسکی عوض روزن دیوار سے کم نہیں کہنا چاہیے انتظاری بزیادت یا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے اندارا چاہ عویش وزیر ع روزن مور مری آنکھوں میں اندارے ہیں۔ اکثر فصحائے حال استعمال نہیں کرتے اندھیارا اندھیرے کی جگہ بالکل متروک ہوا انکھڑیاں آنکھوں کے معنی ہیں۔ آتش سے اون انکھڑیوں میں اگر نشہ خراب آیا سلام جگ سے کرونگا اگر حجاب آیا۔ اکثر فصحا حال استعمال نہیں کرتے اوپر جہاں صرف پر کافی ہو جیسے ع عجب صدمہ ہوا ہے دل کے اوپر۔ فصحائے حال استعمال نہیں کرتے البتہ ایسے مقام پر کہ فلاں چیز اوپر ہے کچھ مضائقہ نہیں اوجیالا فصحا نے ترک کر دیا ہے اسکی جگہ اوجالا استعمال کرتے ہیں اور بعض فصحا اونہیں گراتے ہر جگہ اور بعض اوس نور استعمال کرتے ہیں اہل اسکا اطلاق شخص واحد پر جیسے تم اہل ہنر ہو اساتذہ کے کلام میں جا بجا آگیا ہے مگر بعضے اس

سلہ اس قسم کے غلط الفاظ بحث متروکات میں تغلیباً داخل کیے گئے ہیں ۱۲ اصلاح سلہ دفعہ مونث ایک اور برس مذکر ان دونوں مثالوں میں اسکی طرف اشارہ ہے کہ مونث و مذکر دونوں کے ساتھ یہ لفظ بیائے مجہول صحیح ہے جناب جلال نے بھی اس لفظ کو بیائے مجہول لکھا ہے حضرت امیر لکھنوی سے جو دریافت کیا تو اونھوں نے لکھا کہ ایک ہر حالت میں بیائے مجہول ہے حضرت تسلیم لکھنوی نے بھی یہی لکھا مگر صاحب نور اللغات نے لکھا ہے کہ مونث کے ساتھ بیائے معروف اور مذکر کے ساتھ بیائے مجہول مثلاً ایک سلسلے یا ایک جگہ کہنا چاہیے اور ایک فصل کو بیائے معروف کہنا چاہیے انتہی ملخصاً سلہ اس قید سے از خود وقوع وغیرہ خارج ہو گئے

سے احتیاط رکھتے ہیں اور اسکے بدلے صاحب ہمزہ دی ہمزہ وغیرہ استعمال کرتے ہیں
جل بلے جیسے ع جل بے اجے تعریف رسالہ تیری ۱۲ اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے
بن بمعنی بغیر جیسے ع یار بن کیطرح لگے گلزار میں ۱۲ بالکل متروک ہے مگر بیچ میں کی جگہ ع
عمرہ بہ تیری زلف رسا کا لمحتن کے بیچ ۱۲ بالکل متروک ہے پا بو بمعنی بزیادت یا استمراری یا
بھی بغیر بیچ ٹھہرا ہوا ہے بمعنی لیکن جیسے ع وعدے کیے لاکھوں پر نہ آئے ۱۲ بعض فصحا
نے ترک کر دیا ہے پن اسکی ترکیب فارسی لفظ کے ساتھ جیسے دیوانہ پن وغیرہ بعض فصحا کے
خیال احتیاط رکھتے ہیں اور اسکو صرف ہندی لفظ کے ساتھ ملحق کرتے ہیں جیسے بھولا پن
بچپن لڑکپن بانکپن وغیرہ پہنانا نون مخلوط الہا کے ساتھ بعض خواص استعمال نہیں کرتے
اسکی جگہ پہنانا باندھتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ قاعدے کے رو سے یہی چاہیے کیونکہ پہنانا میں
نون کے پہلے ہے یہ بحذف ہے ابکا سے ہے اگرچہ اکثر شعرا ہنوز استعمال کرتے ہیں مگر بعض
فصحا نے وجوباً ترک کر دیا ہے پیالا دعوت مخصوص کے معنی میں یا ے مخلوط الہا کے
ہے ع سے پیالا مجھ آزاد کا لبریز نہ ساقی ۱۲ نہیں میلا پیالا ہوا جاتا ہے ۱۲ تسیم دہلوی سے ترم

سلہ مگر یہ لفظ ایسے متفق نہیں کیونکہ اہل بمعنی صاحب نسبت کے کلام میں بکثرت آگیا ہے چنانچہ خیابان میں
خان آرزو نے لکھا ہے کہ اہل بمعنی صاحب آید و کا ہے بمعنی صاحبان ... [illegible]
مفرد بھی مستعمل ہوتا ہے پھر ترک کی کوئی وجہ نہیں بلکہ بعض جگہ اسکی ... [illegible]
[illegible]

پیالے سے کیا اصل فقیری ترک دنیا ہے یہ ہمارا ہاتھ کیا کم ہے ہمیں کاسہ گدائی کا۔ اور پیالے
معروف کے معنی ہیں اگرچہ پیالے مخلوط آگیا ہے مگر چونکہ اصل میں باظہار یا ہے اکثر فصحائے
حال پیالے مخلوط استعمال نہیں کرتے پیر پاؤں کی جگہ فصحائے حال استعمال نہیں کرتے
تب جب شعر طینہ کے مقابلے میں تب تلکیے ہے جب سنتے ہیں وہ حالت بیمار جدائی
تب کہتے ہیں جھنجھلا کے کہ مر بھی نہیں جاتا۔ بعض شعرا استعمال کرتے تلک بجائے
تک اکثر خواص نے ترک کر دیا ہے تلے نیچے کے معنی میں [illegible] ہیں خلد کے سا
میں کہ خنجر کے تلے ہم۔ اکثر فصحائے حال نے ترک کر دیا ہے تو واو مجہول۔ اسمیں اظہار
واو اچھا نہیں اور اگر آخر مصرع واقع ہو تو اور بھی مکروہ ہے جیسے ع مری جان اب غضب
ڈھاتے ہو تم تو۔ جیون معنی مانند جیسے ع دل مرا جیون غنچہ سربستہ ہے بعض خواص
استعمال نہیں کرتے حرکت سبب نے اضافت وغیرہ کے سبب سے متحرک نہو وقت
بحرکت یار فصیح ہے خود رفتہ شعرائے اردو نے استعمال کیا ہے۔ مومن سے دوا سوچے
تپ دل نفتگی ہے بے خبر رکھے مری خود رفتگی سے قلق سے بخبر انجام ہے جسکا وہ
ہے خود رفتگی اپنی لیے چلے ہم کلیسا کیطرف کعبے کو جا نکلے ولہ یا خود رفتہ ہے شکوہ ہے
فراموش تجھے یا گوش کر اوسکو ملے ہیں لب خاموش تجھے ناز و ادا کے ساتھ جیتا رہا ہے
ناسخ سے ملگیا محبوب سے جو آپ سے باہر ہوا۔ ایسی از خود رفتگی کیا ہے ابداد مدد کا
آتش سے ہے غرور حسن وہ روزہ سے از خود رفتہ یار۔ اسقدر بھی نشہ معجون آب و گل نہو
وزیر سے لطف از خود رفتگی گر دیکھنا منظور ہو۔ سنہ دکھا دو آئینہ آب رواں ہو جائیگا
قلق سے کوئی بولی کہ ہے از خود رفتہ۔ کوئی بولی کہ ہے جگر تفتہ۔ امیر سے جاتے ہیں مینا
عالم سے ہم سوے عدم۔ کہدو اتنا خود رفتگی سے ہے ارادہ دور کا۔ تسلیم سے از خود رفتہ
تنگدستی رہے خراب نئی فاقہ مستی رہے۔ جلال سے آپ سے آپ نہ خود رفتہ ہوا جاتا
ہوں۔ یہ نہیں معلوم کہیں آج کسے یاد آیا۔ بھر کیف چونکہ یہ فارسی محاورہ ہے اور فارسی

سلہ گر یہ مجبور شعرا نے خلافت سے اون جہاں نظم میں بڑا معلوم ہوتا ہو جیسا کہ مثال کے شعر میں واقع ہوا ہے
تو احتیاط چاہیے۔ ۱۲ ایضاح سلہ جیون کے بدلے متوسطین نے جوں بحذف یا و طرح ہم استعمال کیا ہے
لیکن متاخرین کے نزدیک دونوں متروک ہیں مگر اد ستوں میں متروک نہیں جیسے ع جوں جوں
کشتی جیسے ہجر کی رات ع عمر جوں توں گذر گئی اپنی۔ ایضاح۔

میں اوس کے ساتھ مستعمل ہے اکثر فصحاے حال بجاے اوس کے استعمال نہیں کرتے زور بجے عجیب بسیار۔ ناسخ ع ابتو ناسخ زور رندلا ابالی ہو گیا و لہ اسے فلک زور انقلاب ہوا ؛ فی زماننا متروک ہے سدا بمعنی ہمیشہ اچھے لوگوں میں ہے اب کہیں وہ ایک استعمال کرتے ہیں ورنہ اکثر لوگوں نے وجوباً ترک کر دیا ہے سرپرست اردو میں مربی کے معنوں میں بہت مستعمل ہے مگر چونکہ فارسی میں اسکے معنی خادم کے ہیں اسوجہ سے بعضے احتیاطاً ترک کرتے ہیں سمن بالفتح بمعنی یاسمن اسکے عربی یا فارسی ہونے میں تو تامل ہے ازاحتہ الاغلاط میں اسکی تحقیق اچھی طرح لکھی جا چکی ہے البتہ محاورہ اردو ہونے میں کوئی شک نہیں ہے

سمیت ساتھ کے معنی میں رشک ؎ آہ سوزان سے جلا دونگا میں انبار سمیت ؛ باغ جنت میں نہ جاؤنگا اگر یار سمیت ؛ فی زماننا اکثر فصحا استعمال نہیں کرتے سو کو بعضوں نے ترک کر دیا ہے مگر میرے نزدیک بعض جگہ یہ لفظ جان فصاحت ہے جیسے جو ہو سو ہو

عادی عادت گیرندہ کے معنی میں استعمال صحیح ہے وزیر ؎ تیغ ابرو کی زباں عادی ہوئی ہے بات سیدھی بھی جو کی ٹیڑھی ہوئی ؛ نواب مرزا لکھنوی ؎ ہم تو دشمن ہیں جلا سکتے آپ عادی ہیں رنڈی بازی کے ؛ مگر چونکہ لغتہً اسکے کچھ اور معنی ہیں اسوجہ سے بعض احتیاطاً ترک کرتے ہیں جیسے کیونکر کے معنی میں اکثر خواص نے وجوباً ترک کر دیا ہے گو بجا اگر بعضوں نے وجوباً ترک کر دیا ہے گھایل چونکہ یہ لفظ قایل و مایل و سایل وغیرہ کے ایسے اسم فاعل سے ملتا جلتا ہوا تھا شعراے سلف بکسر یا باندھا کیے ناسخ و آتش وغیرہ بھی اکثر انہیں کے تبع رہے۔ لیکن چونکہ کسرہ خلاف قاعدہ تھا کیونکہ یہ لفظ مرکب ہے گھاو سے اور یل سے جو فاعلیت کے معنی پیدا کرتا ہے۔

سلہ اور سمن خود رفتہ بغیر از کے کلام اساتذہ فارسی میں پایا نہیں جاتا شاید کسی نے استعمال کیا ہو واللہ اعلم ۱۲ ایضاح سلہ اور سرپرست کو اردو میں از خود رفتہ اچھا معلوم نہیں ہوتا اور بوجہ ترک کرنے محققین کے عوض خود رفتہ کے استعمال ... لہذا اس لفظ کو ترک کر کے اسکے عوض وارفتہ استعمال کیا کرتا ہے ۱۲ ایضاح سلہ مگر میرے نزدیک اگر ترکیب فارسی مستعمل ہو تو بمعنی مربی مستعمل کرنا چاہیے ورنہ کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ محاورہ اردو میں خادم کے معنے کی بو بھی نہیں پائی جاتی کہ پہلو ہے ... سلہ ہیں اگر اردو میں نظم کریں تو ترکیب فارسی سے احتیاط ولیس ۱۲ ایضاح سلہ یہ اشارہ ... لکھنوی کے اس قول کی طرف کہ تقاضائے شعرا ہے اردو زبان کے کلام بھی مستعمل ... سلہ یعنی وہ چیز جسکی عادت کیجائے ۱۲ ایضاح سلہ مگر میرے نزدیک اردو میں جہاں ترکیب فارسی نہ ہو عادی بمعنی ... ورنہ کچھ مضایقہ نہیں کیونکہ سیکڑوں الفاظ عربیہ و فارسیہ متغیر ہیں ؛ زبان ہندی ... لفظ کو ... رکھا جاسکے تو کیا نقصان ہے ۱۲ ایضاح

جب پہلا جزو ساکن الآخر ہوتا ہی تو یل کے یے مفتوح ہوتی ہے اہل شہر بل جنبل ہر یل
وغیرہ اور لہجے کی یہ حالت تھی کہ جو حضرات اساتذہ کا کلام دیکھا کرتے تھے اونکی زبان
پر وہی بکسر یا چڑھا ہوا تھا مگر جنکو شعر و سخن سے چنداں تعلق نہ تھا اور لکھنو کے خاص
اہل زبان سمجھے جاتے تھے اونکا لہجہ بفتح یا تھا اس سبب سے بعض خواص نے اسکی
اصلاح کی اور کسرے کو فتحے سے بدل دیا۔ اوسی زمانے سے اکثر فصحا گھایل بکسر یا باندھا
کرتے ہیں مرآۃ الغیب۔ منظم ارجمند۔ گلزار داغ۔ شاہد شوخ طبع۔ کرشمہ گاہ سخن۔ یہ سب
دیوان دیکھو اور دلائل کی غزلوں میں گھایل کا قافیہ نہ پاؤ گے۔ فی زمانناً اس لفظ کے اعتبار
سے شعرا کے تین فرقے ہیں ایک اون لوگوں کا فرقہ ہے جنکو اس واقع سی کچھ خبر ہی
نہیں وہ کسرے کے سوا فتحہ کیا جانیں دوسرا وہ پرانی لکیر کے فقیر مسلم ہیں یہ اعتقاد
والے لوگوں کا فرقہ ہے جو اس اصلاح سے ناک بھوں چڑھاتے ہیں تیسرا وہ فرقہ ہی جو
اس تصرف کے مستحسن ہونے کا قائل ہے بجز بعض فتحے کی سند ملاحظہ ہو۔ بحر مرحوم سے یہ
ہی ہے بجلی تو نے کہ دل میں ہے یہی کل سے کہ دھو کر زندگی سے ہاتھ پوچھوں تیرے آنچل
سے ستم کیا کیا دیگا دس بخر طلعت کی گشتی پہ کرکی چاندنی آب ناز معشوقانہ گھایل سے
ولہ باغ میرا ہوا برباد جو بادل آئے٭ تیغ وں کی ہوئی بوچھار اگر پھل آئے٭ تیرے دیدار
کی حسرت نے چھری پھیری ہے٭ یوں تڑپتے ہوئے ہم آئے کہ گھایل آئے۔ تسلیم لکھنوی
سے گماں کیونکر ہو خلد بریں کا صحن مقتل پر٭ تصدق ہوتی ہیں حوریں ترے تیغ کے گھایل پر٭
ولی لکھنوی سے تیغ قاتل تری پڑی ہلکی٭ حسرتیں کیوں نہ روئیں گھایل کی اشرف لکھنوی
سے روح نکلی تن سے جب بیکل ہوئی٭ یوں شب فرقت کی مشکل حل ہوئی٭ دید کی حسرت
رہی دل میں تیرے تیغ ابرو سے نظر گھایل ہوئی۔ مستغنا بکا ہے نہ ناسخ ہی کے زمانے میں ہم
سنتل تھا فصحاے حال نے یہ ہو یا ترک کر دیا ہی ہو موسم بفتح سین تصرفات سے بہ نفرط نہیں ہو سکتا فارسی

سلہ اور اگر پہلا جزو متحرک ہوتا ہے تو اس یے کو ساکن کر دیتے ہیں جیسے کھیریل ۱۲ ایضاح سلہ یعنی شیخ امداد
بحر مرحوم جو ناسخ مرحوم کے ارشد تلامذہ تھے ۱۲ ایضاح سلہ یہ اشارہ ہی جلال لکھنوی کے اس قول کی بابت کہ تعجب
ہے تصحیح وغیرہ کتب لغت میں تحقیقات آبانے فارسیوں کے اشعار میں تلفظہ نظم و اثر میں پایا ایضاح سلہ محمد خلیل صاحب مازندرانی
کے اپنے قصیدے میں جسکا مطلع یہ ہی سے نوروز خوش و بہار خرم آمد بہشت عدن با ہم یہ شعر کہا ہی سے یا ساقی
وہ شبی پیراغ پر موجب تقاضاے موسم٭ اور ذوق دہلوی نے کہا ہی سے بے یار روز عید محرم سے کم نہیں٭ جام شراب
عید پہ ہم تپ سے کم نہیں٭ زیبا ہی روز ردیہ کیا اشک لالہ گوں٭ اپنی خزاں بہار کے موسم سے کم نہیں ۱۲ ایضاح

دونوں میں آگیا ہے البتہ چونکہ لغتہً کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں بیت
بفتح یاے مشدد استعمالاً صحیح ہے نظم اُردو میں کئی جگہ تربت وغیرہ کے قافیوں میں آگیا ہے
مگر چونکہ قاعدے کی رو سے کسرہ چاہیے فصحاے حال احتیاط رکھتے ہیں نشا بحرکت دوم
شعرا نے استعمال کیا ہے۔ ذوق دہلوی ؎ رات میخانے میں ساقی جو نشے میں بہکا
خس کشیدہ کو لگا کہنے خس جام شراب۔ رند ؎ مے حسن کی کیا ہو مئی ترکیں نشے رند نے کیا
وتا ہے تمہارے۔ بعض حضرات جو اسکو بالکل غلط بتلاتے ہیں صحیح نہیں یہ اُردو کا محاورہ
ہے اور بعض حضرات جو یہ کہتے ہیں کہ جب ترکیب فارسی ہو تو باتحریک ہی فصیح ہے
یہ بھی قابل اعتبار نہیں شیخ صاحب کے زمانے سے لیکر آجتک جتنے نامی شعرا ہوئے
ہیں اونکے کلام کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ چونکہ فارسی میں اسطرح آیا ہے ان لوگوں نے
بھی احتیاط کی ہے اور جسطرح فارسی میں مستعمل ہے اوسیطرح یہ لوگ بھی صحیح سمجھے ہیں لے
بجاے نہ جیسے ع لے کوئی یار ہے نہ کوئی غمگسار ہے۔ اکثر فصحا نے وجو باترک کردیا ہے وصلت
بجاے وصل بعض شعرا نے ترک کردیا ہے وان۔ یان دہان یہان کی جگہ محض غیر فصیح ہے
اکثر شعرا نے ترک کردیا ہے جگھا۔ رکھا۔ لکھا۔ تشدید کاف غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے بیچ
بجاے لیے کیجیے کی ایک ہے گرانا اور بروزن فعلن استعمال کرنا غیر فصیح ٹھہرا ہوا ہے
جیسے ؎ بی جاؤ کہ سیر دشت کیجے ؛ ہے ابر شراب ناب پیجے بتلانا دکھلانا لام
کے ساتھ بتانا دکھانا کی جگہ غیر فصیح سمجھے جاتے ہیں دلاذا آہ صبا قبا وغیرہ بالف ندا جو
پیشتر بکثرت مستعمل تھے اب غیر فصیح ٹھہرے ہوئے ہیں اے دل اے زاہد اے ساقی
استعمال کرنا چاہیے کہنا اسکے بعض مشتقات ہیں۔ لے مولا فی علی لانا درست ہے آتش ؎

عشق اوس چاہ زنخداں کا ہوا جسدن سے ۔ میں نے سمجھا کہ لحد میں دل بیتاب اوترا ۔
ولہ بسکہ تھی اُس سے عیاں سینۂ عارف کی صفا ۔ چہرۂ یار کو میں نے دل روشن سمجھا ۔
مگر بحذف نے فصیح ہے جیسے میں سمجھا ہم سمجھے احباب اغیار یہ دونوں لفظ خود جمع
ہیں اسکی جمع احبابوں اغیاروں جو اکثر عوام لکھا کرتے ہیں اور بعض شعرا بھی استعمال کرچکے
ہیں فصحائے حال جائز نہیں رکھتے ۔ علامت جمع ہے جیسے ع داغہائے عشق روشن
ہوگئے ۔ حتی الوسع اس سے احتیاط چاہیے اور فعل وغیرہ سے جمعیت ظاہر کرنا چاہیے
جیسے ع میرے داغ عشق روشن ہوگئے ۔ یائے معروف آخر کلمہ مشدد استعمال کرنا
غیر فصیح ہے جیسے ع کہوں کیا حال بیتابی دل کا ۔ جان ۔ خون ۔ دین ۔ اسی قسم
کے فارسی الفاظ جو محاورہ اردو میں باعلان نون ہوجاتے ہیں جب انکی ترکیب بطور فارسی نہیں
رہتی تو بعض شاعر باعلان نون ہی استعمال کرتے ہیں چنانچہ منیر مرحوم نے کہا ہے
منیر افسردہ ہوں پابندی عطف و اضافت سے ۔ وگرنہ لطف دکھلاتا مضامین
گریبان کا ۔ چونکہ وہ اعلان کے پابند تھے گریباں بغیر عطف و اضافت نہیں لا سکتے
تھے کیونکہ نون کا اعلان کرنا پڑتا فصحائے حال اسکا خیال تو رکھتے ہیں اور اعلان بہتر
سمجھتے ہیں مگر چونکہ اس قسم کے سیکڑوں الفاظ ہیں اور اکثر اونکے استعمال کی ضرورت پڑتی
ہے اعلان کی رعایت سے خواہ مخواہ مضمون کا خون نہیں کرتے چنانچہ یہ اشعار حال کے ہیں ۔ امیر
کھوئے ہوئے جوڑا تجھے ایمان نہیں دیکھا ۔ اس بانکپن سے کسی کو پریشان نہیں دیکھا ۔ تسلیم
لکھنوی حسینوں میں ابھی چوری گیا دل ۔ نہیں کسکا نام لوں اپنی زباں سے ۔ جلال لکھنوی
جو سینے سے تو وہی نکل آتا ہے تڑپ کر ۔ اوس دل کا نکلتے ہوئے ارماں نہیں دیکھا
داغ کیا پوچھتے ہو کون ہے یہ کسکی ہے شہرت ۔ کیا تمنے کبھی داغ کا دیواں نہیں دیکھا

---

۱ اسیطرح اسرار کے بدلے اسراروں درست نہیں ۱۲ ایضاح ۲ اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ جب ترکیب فارسی
ہو تو اعلان جیسا کہ کلام ذوق دہلوی میں جابجا ہے جائز نہیں جب فارسی ترکیب ہو تو فارسیوں کا اتباع چاہیے
اردو میں اس قسم کے الفاظ اعلان کیساتھ نہیں باندھتے اور اگر دو جگہ جو انکے کلام میں باعلان پایا جاتا ہے وہ
سہو کاتب ہے یا بسبیل تسامح ہے ۱۲ ایضاح ۳ بلکہ وہ لوگ جنکو اعلان پر بہت اصرار ہے انکے دیوان میں
بعض جگہ نون غنہ مستعمل ہے چنانچہ استادی حضرت شمشاد لکھنوی جنکو متروکات سے نہایت ہی احتیاط ہے
اعلان کے باب میں بڑی کد رہتی ہے انکے دیوان خزانۂ خیال میں یہ اشعار موجود ہیں ع آرزوئے وصل ہے
[illegible] بوسہ و تقریر ہے جو صفتی کسی قسم اور نہیں ع بعد مردن بھی کفن سے رگی قید لباس سے
[illegible] حال میں ہے دیواں تجھے مولف بھی وہ جو باعلان نون کا پابند نہیں ۱۲ ایضاح

اور جو الفاظ ایسے ہیں کہ ردیف میں بہ نون غنہ بولے جاتے ہیں اونکا اعلان ہیجان مگر جیسے عریاں وندان آشیاں رضواں وغیرہ۔ فارسی الفاظ سے واو معروف وا یا یا الف آخر کا گرانا شیخ صاحب ہی کے زمانے سے معیوب سمجھا جاتا ہے جیسے ع پہلو یہ ہو دوم مراہی یا سیماب سے ع آ دوا سے یار تیری بھائی ہے مگر یا سے آخر کلمہ فارسی اکثر شعرا نے گرا ہے۔ مومن سے خنجر بھی آلی یا زبان تھی یا خنجر سے زیادہ تر رواں تھی یا تیغ سے قیمتیا کی قیس جانتے ہیں لیکن یا وحشی ہوا آدمی کے جنگل کا یا ولہ کام خونریزی ہے اوس بازاری کا یا جان بیچے سو کرے قصد خریداری کا یا آتش سے شہر میں قافیہ بھائی یہ ہے کی آتش یا اب ارادہ ہے مرا با دیہ پیمائی کا یا منیر سے کب دل مرا تقریر سے کھنتا نہیں گر تم اپنی ترش روئی سے چوکا نہیں کرتے۔ اسیر سے رسوائی ہوئی تیری ہی اسے ترک ہیں یہ کیوں لاش ہماری سر بازار نکالی ولہ حال ہشیاری کا بیداردلوں سے پوچھو یا ہم تو غافل رہے غافل جیسے غافل آئے یا البتہ اکثر فصحائے حال نے وجوباً ترک کر دیا ہے۔

املائے بعض الفاظ

اژدہام زے اور چھوٹی ہے سے لکھنا غلط ہے ازدحام زای تازی و حاے حطی سے لکھا چاہیے اکسیر کو اکثر شین سے لکھنا محض غلط ہے اوس اور وہیں میں متقدمین برابر واو کرتے تھے مگر متاخرین کبھی واو کو حذف کر کے الف پر پیش دیا کرتے ہیں مگر میرے نزدیک واو کیساتھ لکھنا اولے ہے برات کو بارات لکھنا صحیح نہیں پاؤں اسکا املا مختلف فیہ ہے دلی والے پانو لکھتے ہیں اور ردیف واو میں لاتے ہیں اور لکھنو والے پاؤں لکھتے ہیں اور ردیف نون میں داخل کرتے ہیں اور بعضے پانوں بھی لکھتے ہیں یعنی واو کے بعد نون لکھتے ہیں۔

ف اور الفاظ ہندیہ سے اسقاط حروف علت معیوب نہیں مگر بعض شعرا الفاظ ہندی سے بھی الف نہیں گراتے اور بعضے لفظ کا کو ستثنے کر لیتے ہیں باقی الفاظ سے نہیں گراتے مگر مجھے سخت تعجب ہے کہ یہ حضرات الف سے تو احتیاط کرتے ہیں مگر یے اور واو کو مجہول ہوں یا معروف بے کھٹکے گرا دیتے ہیں اگر نہ گرائیں تو علت میں سے کسی کو نہ گرائیں الف کی تخصیص چہ معنی دارد۔ بہرکیف مولف الفاظ ہندیہ سے حرف علت الف یا واو یا یے گرانا جائز سمجھتا ہے۔ ہاں جہاں کہیں یہ گرانے سے نظم میں ثقل پیدا ہوجاتا ہو وہاں گرانا معیوب سمجھتا ہوں ایسا

ہے۔ مولف ہی نہیں گراتا بلکہ اکثر دیکھا کہ جہاں کسی فارسی لفظ سے یا گرائی تو گو عیب فاحش نہ سمجھو بلکہ غلطی پر محمول کر کے گو